الدین النصیحة (مسلم ج 1 ص 74)

دین سراپا نصیحت و خیر خواہی ہے۔

نصیحت کرنا واجب ہے؟

مفتی نقاش چمن

ناشر

ارفع اسکالرز اکیڈمی انٹرنیشنل

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	لغوی تعریف	4
2	اصطلاحی تعریف	5
3	شرعی حکم	6
4	دین میں نصیحت کا درجہ	9
5	نصیحت کس کے لیے واجب ہوگی اور کیسے ہوگی	10
6	نصیحت کی ضرورت	18
7	پوشیدہ طور پر نصیحت کرنا	20
8	نصیحت کرنے میں اخلاص	22

23	نصیحت کرنے والے کی اہلیت	9
25	نصیحت مکارم اخلاق میں سے ہے	10
26	غائب کے لیے نصیحت	11
27	ذمی اور کافر کے لیے نصیحت	12

تعریف:۔

لغت میں نصیحت کا معنی خیر و صلاح کی طرف بلانا اور شر و فساد سے روکنا ہے۔اس کی جمع نصائح ہے یہ نصح کا اسم مصدر ہے،کہا جاتا ہے کہ

نصح الشیء نصحا و نصوحا و نصاحۃ

نصحت توبتہ: دوبارہ کرنے کے ارادہ کا شائبہ بھی نہ ہو یعنی پختہ توبہ کرنا۔

نصح قلبہ: کینہ سے پاک ہونا

نصح الشیء: صاف کرنا ،جیسے کہ کہا جاتا ہے،

نصح فلانا ولہ (لام کے ساتھ اس کا استعمال کرنا زیادہ فصیح ہے)

ایسی چیز کی طرف رہنمائی کرنا جس میں اس کے لیے خیر و صلاح ہو۔

ناصح فلانا: ایک دوسرے کو نصیحت کرنا

ناصح فلان نفسہ فی التوبۃ: پختہ توبہ کرنا

انتصح فلان: نصیحت قبول کرنا

انتصح فلانا: خیر خواہ سمجھنا

النصح و النصح (ایک فتحہ اور ایک ضمہ کے ساتھ): مشورہ میں مخلص ہونا۔

نصوح: مبالغہ ہے۔

(المعجم الوسیط، القاموس المحیط، لسان العرب)

حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کی حدیث میں ہے۔

"التوبة النصوح ان يتوب العبد من الذنب ثم لا يعود اليه ابداء۔

(شعب الایمان ج 5 ص 387 طبع دارالکتب العلمیہ)

ترجمہ:۔توبۃالنصوح یہ ہے کہ بندہ گناہ سے توبہ کرے پھر کبھی دوبارہ گناہ نہ کرے۔

اصطلاحی معنی:۔

جس کو نصیحت کی جائے اس سے کینہ کے بغیر خالص رائے دینا،یا خیر و صلاح کی طرف بلانا اور شر و فساد سے روکنا ہے۔

(قواعدالفقہ للبرکتی،التعریفات)

علامہ نووی نے الخطابی سے ان کا قول نقل کیا ہے،

نصیحت ایک ایسا جامع کلمہ ہے جس میں اس شخص کے تمام خیر و صلاح داخل ہیں۔جس کو نصیحت کی جا رہی ہے کہا جاتا ہے کہ یہ ہلکا اسم اور مختصر کلام ہے،کلام عرب میں کوئی مفرد کلمہ ایسا نہیں ہے جس کے ذریعہ اس کلمہ کے معنی کی تعبیر کی جا سکے۔

(شرح صحیح المسلم للنووی ج 1 ص 396 طبع دارالقلم)

شرعی حکم:۔

فقہاء کی رائے ہے کہ مسلمانوں کے لیے نصیحت و خیر خواہی واجب ہے۔ابن حجر ہیتمی نے کہا ہے کہ خاص اور عام مسلمانوں کے لیے اس کی تاکید کی گئ ہے۔

علامہ راغب اصفہانی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت کے معاملہ کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا

"الدين النصيحة"

(مسلم ج 1 ص 74 طبع عیسی الحلبی)

ترجمہ:۔ دین سراپا نصیحت و خیر خواہی ہے۔

بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ تمام لوگوں کے لیے نصیحت و خیر خواہی واجب ہے یعنی ان تمام امور میں ان کی مصالح کا لحاظ کرے۔

(الشرح الصغیر علی اقرب المسالک الی مذہب الامام مالک وحاشیہ الصاوی ج 4 ص 741 طبع دارالمعارف،الذریعۃ الی مکارم الشریعہ ص 295 طبع دار الصحوہ و دارالوفا،الزواجر عن اقتراف الکبائر ج 1 ص 221 طبع مصطفی البابی الحلبی)

مالکیہ نے کہا ہے کہ اگر نصیحت کے مفید ہونے کا گمان ہوتو فرض عین ہے خواہ اس کا مطالبہ ہو یا نہ ہو اس لیے کہ یہ امر بالمعروف کے باب سے ہے۔

علامہ نووی نے ابن بطال سے نقل کیا ہے کہ نصیحت و خیر خواہی فرض کفایہ ہے اگر کچھ لوگ ادا کردیں گے تو کافی ہو جائے گا اور باقی لوگوں کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔

(شرح صحیح المسلم للنووی ج 1 ص 399،دلیل الفالحین ج 1 ص 459)

اگر نصیحت کرنے والے کو یقین ہو کہ اس کی نصیحت قبول کی جائے گی اور اس کی کسی قسم کے نقصان کا اندیشہ نہ ہو تو نصیحت بقدر ضرورت یا بقدر طاقت لازم ہو گی اور

اگر نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اس کے لیے نصیحت نہ کرنے کی گنجائش ہو گی،دوسرے فقہاء نے کہا ہے کہ حدیث" الدين النصيحة" کا ظاہر یہ ہے کہ نصیحت کرنا واجب ہے۔خواہ یقین ہو کہ جس کو نصیحت کی جائے گی اس کے لئے مفید ہے۔

(الشرح الصغير ج 4 ص 741، شرح صحيح مسلم للنووی ج 1 ص 399، فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوی ج 3 ص 556 طبع مصطفی محمد)

مسلمان جب تک صحیح العقل ہو نصیحت کی ذمہ داری اس سے ساقط نہ ہو گی۔ابن رجب نے کہا ہے کہ بعض حالات میں بندہ سے تمام اعمال ساقط ہو جاتے ہیں لیکن النصح للہ اس سے کبھی ساقط ہوتا،لہذا اگر وہ مرض کی وجہ سے اس حال کو پہنچ جائے کہ اس کے لیے اپنے کسی عضو زبان وغیرہ سے کوئی عمل کرنا ممکن نہ ہو البتہ اس کی عقل صحیح و سالم ہو تو دل کے ذریعہ النصح للہ اس سے ساقط نہ ہو گا۔

النصح للہ یہ ہے کہ وہ اپنے گناہوں پر نادم ہو اور نیت رکھے کہ اگر تندرست ہو جائے گا تو اللہ تعالی نے اس پر جو کچھ فرض کیا ہے اس کو بجالائے گا اور جن کاموں سے منع کیا ہے ان سے باز رہے گا ورنہ وہ دل سے ناصح للہ نہیں ہوگا۔

(جامع العلوم والحکم ج 1 ص 220 تا 221)

دین میں نصیحت کا درجہ:-

تمیم بن اوس الداری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"الدین النصیحة" یعنی دین خیر خواہی ہے تو دین کو نصیحت میں منحصر کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ کیا یہ حصر مجازی ہے یا حقیقی ہے؟

بعض فقہاء مثلا مناوی اور ابن علان نے کہا کہ حدیث "الدین النصیحة" کا معنی ہے کہ وہ دین کی بنیاد ہے،اور اس سے دین قائم رہتا ہے، جیسا کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

"الحج عرفہ"

(ترمذی ج 3 ص 228 طبع الحلبی، حاکم ج 2 ص 278 طبع دائرۃ المعارف)

نوٹ:- یہ حدیث صحیح ہے-

ترجمہ:-حج عرفہ میں ہے-

تو یہ حصر مجازی ہے حقیقی نہیں ہے۔یعنی نصیحت کی تعریف میں مبالغہ مراد ہے یہاں تک کہ اس کو پورا دین کہہ دیا گیا اگرچہ دین میں اس کے علاوہ دوسرے بہت سے اعمال داخل ہیں۔

(فیض القدیر ج 3 ص 555)

دوسرے فقہاء مثلا ابن رجب نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ دین نصیحت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نصیحت میں اسلام ایمان اور احسان کے اعمال جن کا ذکر حدیث جبریل میں ہے داخل ہیں،اور ان سب کو دین کہا جاتا ہے۔اس لیے النصح للہ کا تقاضا ہے کہ اس کے واجبات کو مکمل طریقہ پر ادا کیا جائے اور یہی مقام احسان ہے۔النصح للہ اس کے بغیر مکمل نہیں ہو سکے گا،اور یہ محبت واجبہ و مستحبہ کے کمال کے بغیر ادا نہ ہو گا۔

(جامع العلوم والحکم ج 1 ص 218)

ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہو اس لیے کہ جس عمل میں عامل مخلص نہ ہو وہ دین نہیں ہے۔

(فتح الباری شرح الصحیح البخاری ج 1 ص 138)

نصیحت کس کے لیے واجب ہو گی اور کیسے ہو گی؟

حدیث میں ہے جس کی روایت تمیم داری نے کی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الدين النصيحة،قلنا: لمن يا رسول الله،قال: لله،و لكتابه،ولرسوله،ولائمةالمسلمين و عامتهم۔

(الصحیح المسلم ج 1 ص 74 طبع الحلبی)

ترجمہ:۔دین سراپا نصیحت ہے،ہم نے عرض کیا:کس کے لئے؟تو ارشاد فرمایا : اللہ کے لیے اس کی کتاب اور اس کے رسول کے لیے ائمہ مسلمین اور عام مسلمانوں کے لیے۔

علامہ نووی نے کہا ہے کہ خطابی وغیرھا علماء نے بڑی عمدہ گفتگو کی ہے میں ان سب کا خلاصہ نقل کرتا ہوں،انھوں نے کہا ہے:

اللہ کے لیے نصیحت کا معنی یہ ہے کہ اس پر ایمان لائے اس سے شرک کی نفی کرے،اس کی صفات میں الحاد سے پرہیز کرے اور تمام صفات کمالیہ و جلالیہ سے اس کو متصف کرے۔تمام نقائص سے اس کی پاکی بیان کرے،اس کے واجبات کو

ادا کرے اس کی نافرمانی سے بچے اس کے لیے محبت کرے اس کے لیے بغض رکھے اس کے فرمانبرداروں سے دوستی رکھے اس کے نافرمانوں سے دشمنی رکھے کفر کرنے والوں سے جہاد کرے۔اس کی نعمتوں کا اعتراف کرے ان پر اس کا شکر ادا کرے تمام امور میں مخلص رہے تمام اوصاف مذکورہ کی طرف لوگوں کو دعوت دے اور ان پر آمادہ کرے،لوگوں کے ساتھ نرمی کرے،جہاں تک ممکن ہو ان اوصاف کی تعلیم دے اس نسبت کی حقیقت دراصل خودبندہ کی طرف ہے ورنہ تو اللہ تعالی نصیحت کرنے والوں کی نصیحت سے بے نیاز ہے۔

کتاب اللہ کے لیے نصیحت کا معنی یہ ہے کہ اس پر ایمان رکھے کہ اللہ تعالی کی کتاب اور اس کی نازل کردہ ہے،مخلوق کا کوئی کلام اس کے مشابہ نہیں ہے،مخلوقات میں سے کوئی اس جیسا کلام لانے پر قادر نہیں ہے۔پھراسکی تعظیم کرے۔اس کی تلاوت کا حق ادا کرے،اچھی طرح تلاوت کرے،تلاوت کے وقت خشوع ہو،تلاوت کے وقت اس کے حروف صحیح ادا کرے،تحریف کرنے والوں کی تاویل اور سرکشوں کے تعریض سے اس کو دور رکھے،اس میں جو کچھ ہے اس کی تصدیق کرے،اس کے احکام سے واقف ہو اس کے علوم و امثال کو سمجھے۔اس کی نصائح سے عبرت حاصل کرے،اس کے عجائب میں غور و فکر کرے،اس کے محکم پر عمل کرے،اس کے متشابہ کو تسلیم

کرے،اس کے عام و خاص،ناسخ و منسوخ کی تلاش جاری رکھے،اس کے علوم کو پھیلائے اس کی طرف اور اس کی جو نصیحتیں ذکر کی گئیں ان کی طرف لوگوں کو بلائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نصیحت کا معنی یہ ہے کہ ان کے رسول ہونے کی تصدیق کرے،وہ جو کچھ لے کر آئے ہیں سب پر ایمان لائے،امر و نہی میں اطاعت کرے،ان کی زندگی میں اور ان کی وفات کے بعد ان کی نصرت کرے،ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھے،ان کے دوستوں سے محبت رکھے،ان کے حق کی تعظیم و توقیر کرے،ان کے طریقہ اور ان کی سنت کو زندہ کرے،ان کی دعوت کو عام کرے،ان کی شریعت کی نشر و اشاعت کرے،شریعت سے تہمت کو دور کرے،اس کے علوم کو پھیلائے،اس کے معانی میں غوروفکر کرے،اس کی طرف لوگوں کو بلائےاس کی تعلیم و تعلم میں نرمی کرے،اس کی عظمت و بڑائی کرے،اس کے پڑھنے کے وقت باادب رہے،بغیر علم کے اس میں گفتگو سے پرہیز کرے،اہل شریعت کی تعظیم کرے،اس لیے کہ ان کو شریعت سے نسبت ہے،آپ کے اخلاق و آداب کو اختیار کرے،آپ کے اہل بیت اور حضرات صحابہ سے محبت رکھے،آپ کی سنت میں بدعت

ایجاد کرنے والوں سے اور آپ کے کسی صحابی کو توہین کرنے والوں سے الگ رہے وغیرھا۔

ائمہ مسلمین کے لیے نصیحت کا معنی یہ ہے کہ حق پر ان کے ساتھ تعاون کرے،اوراس میں ان کی اطاعت کرے،ان کو حق بتائے،نرمی اور مہربانی سے ان کو یاددہانی کرائے،مسلمان کے حقوق سے غافل ہوں تو ان کو بتائے،ان کے خلاف بغاوت نہ کرے،ان کی اطاعت کی طرف لوگوں کے قلوب کا مائل کرے،خطابی نے کہا ہے کہ ان کی نصیحت کا ایک جز یہ ہے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھے ان کے ساتھ جہاد کرے،ان کے صدقات ادا کرے،اگر ان کی طرف سے ظلم یا بدخلقی ہو تو ان کے خلاف ہتھیار کے ساتھ بغاوت نہ کرے،ان کی جھوٹی تعریف کرکے ان کو دھوکہ میں نہ ڈالے،ان کے لیے صلاح کی دعا کرتا رہے،ان سب میں ائمہ سے مراد خلفاء وغیرہ حکام ہیں جو مسلمانوں کے امور انجام دیتے ہیں،یہی مشہور ہے،خطابی نے بھی اس کو نقل کیا ہے،پھر کہا ہے کہ کبھی اس سے مراد وہ ائمہ بھی ہوتے ہیں جو دین علماء ہیں ان کے لیے نصیحت یہ بھی ہے کہ وہ جو روایت کریں اس کو قبول کیا جائے،احکام میں ان کی تقلید کی جائے اور ان کے ساتھ حسن ظن رکھا جائے۔

عام مسلمان،جو حکام کے علاوہ ہیں ان کے لیے نصیحت کا معنی یہ ہے کہ ان کی دنیا و آخرت میں ان کی مصالح کی طرف ان کی رہنمائی کی جائے،ان کی تکالیف دور کی جائیں،دین کے جن مسائل سے ناواقف ہو ان کو بتایا جائے،قول و عمل کے ذریعہ ان کی مدد کی جائے،ان کی پردہ پوشی کی جائے،ان کی ضروریات پوری کی جائیں،ان سے ضرر کو دور کیا جائے،ان کے لیے منافع حاصل کیے جائیں،ان کو معروف کا حکم دیا جائے،منکر سے روکا جائے،اس میں نرمی اور اخلاص سے کام لیا جائے،ان پر شفقت کی جائے،ان کے بڑوں کی تعظیم کی جائے،ان کے چھوٹوں پر رحم کیا جائےاور ان کا موعظۃ حسنہ سے خیال رکھا جائے،ان سے حسد و کینہ نہ رکھا جائے،جو خیر اپنے لیے پسند ہو ان کے لیے پسند کیا جائےاور جو برائی اپنے لیے ناپسند ہو ان کے لیے بھی ناپسند کی جائے ان کے اموال اور عزت کی حفاظت کی جائے،قول و فعل کے ذریعہ ان کے حالات کی اصلاح کی جائے،نصیحت کی جن اقسام کو ہم نے ذکر کیا ان سب سے آراستہ ہونے پر آمادہ کیا جائے،طاعات پر ان کی ہمت افزائی کی جائے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی ج1 ص 397،فتح الباری ج1 ص 138،الشرح الصغیر ج4 ص 742،النہایۃ فی غریب الحدیث،الاثر لابن الاثیر طبع دارالفکر بیروت)

نصیحت کی ضرورت:۔

مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی نصیحت کا محتاج ہوتا ہے۔امام غزالی نے کہا ہے کہ اس لیے کہ وہ دوسرے کا عیب محسوس کر لیتا ہے،اپنا عیب اس کو محسوس نہیں ہوتا ہے،لہذا اپنے عیوب سے واقف ہونے میں اپنے بھائی سے فائدہ اٹھاتا ہے،اگر تنہا ہے تو وہ فائدہ نہیں اٹھا سکے گا،جیسا کہ آئینہ سے اپنی ظاہری صورت کے عیوب سے واقف ہوتا ہے،حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

المومن مرآة المومن۔

(ابوداود ج 5 ص 217 طبع حمص،بیہقی ج 1 ص 168 طبع دائرۃ المعارف ، فیض القدیر ج 6 ص 252 طبع التجاریۃ الکبری)

نوٹ:۔اسکی اسناد حسن ہے۔

ترجمہ:۔مومن مومن کا آئینہ ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے۔

ان احدکم مراة اخیه فان رای به اذی فلیمطه عنہ۔

(ترمذی ج 4 ص 326 طبع الحلبی)

نوٹ:۔ شعبہ نے ایک راوی کو ضعیف لکھا ہے۔

ترجمہ:۔ تم میں سے ہر آدمی اپنے بھائی کا آئینہ ہے،اگر اس میں کوئی بری بات دیکھے تو اس کو دور کردے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بھائیوں سے رہنمائی حاصل کرتے تھے اور کہتے تھے:اللہ اس آدمی پر رحم کرے جو اپنے بھائی کو اس کے عیوب بتائے،اور حضرت سلمان جن ان کے پاس آئے تو ان سے کہا:آپ کو میری کوئی بات بری معلوم ہے؟تو انہوں نے معافی طلب کی،پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر اصرار کیا تو انہوں نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے دو جوڑے ہیں،ایک دن کو پہنتے ہیں دوسرا رات کو،اور مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آپ کے دسترخوان پر دو قسم کا سالن ہوتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا،ان دونوں باتوں کا تو میں نے انتظام کر لیا ہے تو کیا ان کے علاوہ بھی آپ کو کچھ معلوم ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔

(احیاء علوم الدین للغزالی ج 2 ص 182 تا 183)

نصیحت کرنا واجب ہے؟

المناوی نے کہا ہے کہ جو شخص نصیحت قبول کرتا ہے رسوائی سے محفوظ رہتا ہے اور جو نصیحت کا انکار کرے اس کو چاہیے کہ اپنے علاوہ کسی کو ملامت نہ کرے۔

امام غزالی نے کہا کہ اللہ تعالی نے جھوٹے لوگوں کی صفت بیان کی ہے کہ وہ نصیحت کرنے والوں سے بغض رکھتے ہیں۔

(فیض القدیر ج 3 ص 556،احیاء علوم الدین ج 2 ص 183)

اس لیے ارشاد ہوا کہ

ولکن لا تحبون الناصین۔

ترجمہ:۔لیکن تم تو خیر خواہوں کو پسند ہی نہیں کرتے تھے۔

(سورہ اعراف آیۃ 79)

پوشیدہ طور پر نصیحت کرنا:۔

علماء نے کہا ہے کہ نصیحت تنہائی میں ہونی چاہیے جس کا علم کسی دوسرے کو نہ ہو،اس طرح کہ نصیحت کرنے والا اس وقت نصیحت کرے کہ جس کو نصیحت کر رہا ہے اس کے علاوہ وہاں کوئی نہ ہو اور کسی کو اس کا عیب نہ بتائے اس لیے کہ

مسلمانوں کی نصائح تنہائی میں ہوتی ہیں،جو لوگوں کے سامنے ہو وہ توبیخ اور رسوا کرنا ہے اور جو تنہائی میں وہ شفقت اور خیر خواہی ہے۔

امام شافعی نے کہا ہے کہ جو اپنے بھائی کو تنہائی میں نصیحت کرے گا وہ اس کو نصیحت کرے گا اور اس کو سنوارے گا اور جو اس کو علانیہ نصیحت کرے گا وہ اس کو رسوا کرے گا اور عیب پیدا کرے گا۔

امام غزالی نے کہا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالی اپنے حفظ و امان میں اپنی پردہ پوشی کے سایہ میں مومن کو ناز سے مخاطب کرے گا اور تنہائی میں اس کو اس کے عیوب سے واقف کرائے گا،اور اس کا نامہ اعمال مہر بند ان فرشتوں کے حوالے کرے گا جو اس کو جنت کی طرف لے جائیں گے،جب وہ جنت کے دروازے سے قریب ہوں گے تو اس کو نامہ اعمال مہر بند دیں گے تاکہ اس کو پڑھ لے اور بغض والوں کو تمام لوگوں کے سامنے پکارا جائے گا ان کے اعضاء ان کی برائیاں بتائیں گے اسکی وجہ سے ان کی ذلت و رسوائی میں مزید اضافہ ہوگا۔

ابن رجب نہ کہا ہے کہ ہمارے اسلاف جب کسی کو نصیحت کرنا چاہتے تو اس کو تنہائی میں سمجھاتے تھے بلکہ بعض اسلاف کو جب اپنے بھائی کی بری بات کا علم ہوتا تو پہلے

اس کی عزت کی حفاظت کرتے پھر تنہائی میں اس کو نصیحت کرتے،ابن الحاج نے نقل کیا ہے کہ بعض لوگوں نے فضیل سے کہا کہ سفیان بن عیینہ نے بادشاہ کا انعام قبول کیا ہے تو فضیل نے کہا: انھوں نے ان سے اپنے حق سے کم ہی لیا ہے۔پھر تنہائی میں ان سے لے اور نہایت نرمی سے بات کرتے ہوئے ان سے کہا:اے ابو علی! اگر ہم لوگ نیک نہیں ہیں تو کم ازکم نیک لوگوں سے محبت تو کریں۔

(جامع العلوم والحکم ج 1 ص 225، مختصر منہاج القاصدین ص 99،احیاء علوم الدین ج 2 ص 182،اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین ج 6 ص 224 طبع دارالفکر بیروت،المدخل لابن الحاج ج1ص 198 طبع الحلبی)

بلکہ وہ لوگ پردہ پوشی اور نصیحت کو مومن کی صفت سمجھتے تھے۔

فضیل نے کہا کہ مومن پردہ پوشی کرتا ہے اور نصیحت کرتا ہے اور فاجر پردہ دری کرتا ہے اور عار دلاتا ہے۔

(جامع العلوم والحکم ج 1 ص 228)

نصیحت کرنے میں اخلاص:۔

راغب اصفہانی نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب تک آدمی اپنے سے رائے لینے والے کے لیے خیر خواہی کرتا ہے اللہ تعالی اس کی رائے کی درستگی میں اضافہ کرتا رہتا ہے اور جب وہ خیانت کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کی رائے و نصیحت کو چھین لیتا ہے اس شخص کی بات کی طرف ہرگز دھیان نہیں دینا چاہیئے جو یہ کہتا ہے کہ اگر تم کسی کو نصیحت کرو اور وہ تمہاری نصیحت قبول نہ کرے تو تم اس کی خیانت کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کرو۔اس لیے کہ یہ ایسی بات ہے کہ شیطان نے اس کی زبان سے کہلوایا ہے۔البتہ اگر غش سے مراد خاموشی اختیار کرنا ہو تو ٹھیک ہے،چنانچہ ایک قول ہے کہ کثرت نصیحت سے بدظنی پیدا ہوتی ہے۔

راغب اصفہانی نے کہا ہے کہ سب سے پہلی نصیحت یہ ہے کہ انسان خود کو نصیحت کرے اس لیے کہ جو اپنے کو دھوکہ دے گا وہ دوسرے کو کم ہی نصیحت کر سکتا ہے۔

(الذریعۃ الی مکارم الشریعہ ص 295)

عون المعبود میں ہے کہ جس سے نصیحت کی درخواست کی جائے اس کو اخلاص کے ساتھ نصیحت کرنا چاہیے،اس لیے کہ اس سے مشورہ لیا جا رہا ہے،لہذا جس میں مشورہ

لینے کی بھلائی و بہتری ہو اس کی طرف اس کی رہنمائی کرنا چاہیے،اگر غلط کی طرف اس کی رہنمائی کرے گا تو اپنے مشورہ میں اس کے ساتھ خیانت کرے گا۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

المستشار موتمن۔

(ابوداود ج 5 ص 345 طبع حمص،ترمذی ج 5 ص 125 طبع الحلبی)

نوٹ:۔ یہ حدیث حسن ہے۔

ترجمہ:۔ جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہے۔

طیبی نے کہا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ جن امور میں اس سے پوچھا جا رہا ہے ان میں وہ امانت دار ہے لہذا اس کو مشورہ لینے والے کی مصلحت چھپا کر اس کے ساتھ خیانت نہیں کرنا چاہیے۔

(عون المعبود شرح ابی داود ج 14 ص 36 طبع دارلفکر)

نصیحت کرنے والے کی اہلیت:۔

المناوی نے نقل کیا ہے کہ نصیحت کرنے والے کو بڑے کثیر علم کی ضرورت ہے،سب سے پہلے اس کو ضرورت ہے کہ اس کو شریعت کا علم ہو،یہ ایک عام علم ہے جس میں لوگوں کے حالات کا علم داخل ہے،اسی طرح اس کو زمانہ کا علم ہو،علاقہ سے واقف ہو،اور اگر مختلف قسم کے امور ہوں تو ترجیح دینے کے طریقہ سے واقف ہو تاکہ اس کے نزدیک جو راجح ہو اس کے مطابق عمل کر سکے،اسی کو علم سیاست کہا جاتا ہے،اس کے ذریعہ اپنے مصالح کے راستہ سے بدکنے والے سرکش نفوس کو سدھایا جاتا ہے،اسی وجہ سے انہوں نے کہا کہ نصیحت کرنے والے کو علم،عقل،فکر صحیح،اچھی رائے،مزاج کا اعتدال،اور اچھی طرح غور و فکر کی ضرورت ہے۔اگر یہ تمام صفات جمع نہ ہوں تو اس کے صحیح سے زیادہ اس کی غلطی ہو گی،لہذا وہ نصیحت نہیں کرے گا۔

(فیض القدیر ج 6 ص 268)

نصیحت مکارم اخلاق میں سے ہے:۔

المناوی نے کہا ہے کہ نصیحت سے آپس میں محبت و الفت پیدا ہوتی ہے اس کی ضد سے آپس میں بغض و اختلاف پیدا ہوتا ہے،آپس میں محبت کا اعلی و بنیادی سبب یہ

ہے کہ آدمی جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لیے پسند کرے، پھر انہوں نے علماء کا قول نقل کیا ہے کہ مکارم اخلاق میں نصیحت سے بڑی، دقیق اور مخفی کوئی چیز نہیں ہے۔

(فیض القدیر للمناوی ج 6 ص 268)

ابن علیہ نے ابو بکر مزنی کے اس قول کے بارے میں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام میں نماز روزے کی وجہ سے فوقیت حاصل نہیں تھی، بلکہ ان کے دل میں ایک چیز تھی اس کی وجہ سے فوقیت تھی، کہا ہے جو چیز ان کے دل میں تھی وہ اللہ تعالی کی محبت اور اس کی مخلوق کے حق کی نصیحت تھی۔

فضیل بن عیاض نے کہا کہ ہمارے نزدیک جن لوگوں نے اللہ تعالی کا قرب حاصل کیا انہوں نے نماز روزے کی کثرت سے حاصل نہیں کیا بلکہ نفس کی فیاضی، کینہ سے دل کی سلامتی اور امت کے لیے نصیحت و خیر خواہی سے حاصل کیا ہے۔

(جامع العلوم والحکم ج 1 ص 225)

حسن نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالی کی قسم کھا سکتا

ہوں کہ اللہ کے بندوں میں اللہ کے نزدیک سب سے محبوب وہ لوگ ہیں جو اللہ کو اس کے بندوں کا محبوب اور اللہ کے بندوں کو اللہ کا محبوب بناتے ہیں اور دنیا میں نصیحت کی سعی کرتے ہیں۔

(جامع العلوم والحکم ج 1 ص 224)

غائب کے لیے نصیحت:۔

نصیحت کے باب میں مسلمان کا حق اس کے حاضر ہونے تک محدود نہیں رہتا ہے،بلکہ نصیحت کے سلسلہ میں اپنے مسلمان بھائی پر اس کا حق اس کے موجود نہ رہنے میں بھی ہوتا ہے،اس لیے حدیث میں ہے۔

للمومن على المومن ست خصال.....و ذكر منها:ينصح له اذا غاب او شهد.

(ترمذی ج 5 ص 80 تا 81 طبع الحلبی،نسائی ج 4 ص 53 طبع التجاریۃ الکبری)

نوٹ:۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ترجمہ:۔ مومن پر مومن کے چھ حقوق ہیں ان میں سے یہ بھی ذکر کیا گیا کہ اس کے لیے خیر خواہی کرے خواہ وہ حاضر ہو یا غائب ہو۔

ابن رجب نے کہا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اگر اس کے غائبانہ میں اس کو برا کہا جائے تو اس کی مدد کرے اور اس کی طرف دفاع کرےاور اگر محسوس کرے کے کہ کوئی اس کے غائبانہ میں اسکو ایذا پہچانا چاہتا ہے تو اس کو اس سے روک دے،اس لیے کہ غائبانہ میں خیر خواہی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خیر خواہی میں سچا ہے۔

(جامع العلوم والحکم ج 1 ص 224)

ذمی اور کافر کے لیے نصیحت:۔

حنابلہ کی رائے ہے کہ کافر یا ذمی کو نصیحت کرنا مسلمان پر واجب نہیں ہے۔اس لیے کہ حدیث میں ہے،

دین سراپا نصیحت ہے۔ہم نے کہا،کس کے لیے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ کے لیے،اس کی کتاب کے لیے،اس کے رسول لے لیے،ائمہ مسلمین کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے۔

غیر مسلم کو مسلمان کے ساتھ لاحق کرنا اس وقت صحیح ہے جب کہ وہ اس کی مثل ہو ذمی مسلمان کی طرح نہیں ہے،نہ اس کا احترام مسلمان کے احترام کی طرح ہے۔

(جامع العلوم والحکم ج 1 ص 225)

ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مسلم کی قید لگانا اور یہ ذکر کرنا کہ "**فشرط علی و النصح لکل مسلم**" (ہر مسلمان کے لیے نصیحت کی شرط مجھ پر لگائی) اکثر کے اعتبار سے ہے ورنہ کافر کے لیے بھی نصیحت معتبر ہے یعنی اس طرح کہ اس کو اسلام کی دعوت دی جائے اور اگر مشورہ طلب کرے تو اس کو صحیح مشورہ دیا جائے۔

(حدیث جریر بخاری و الفتح الباری ج 1 ص 139، مسلم ج 1 ص 75 طبع الحلبی)

مسلمان زندگی میں اور مرنے کے وقت بھی نصیحت کرے گا:۔

مسلمان کی شان یہ ہے کہ نصیحت و خیر خواہی کی ذمہ داری اس پر واجب ہے اس کو ہر جگہ ہر حال میں ادا کرے،یہاں تک کہ اس وقت بھی جب وہ موت کا استقبال کر رہا ہو اس لیے کہ جن لوگوں نے ایسا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کی،اور ان کے لیے رحمت کی دعا کی۔

(الفتوحات الربانیہ علی الاذکار النوویہ لابن علان الصدیقی الشافعی ج 6 ص 262 طبع المکتبۃ الاسلامیہ)

چنانچہ مروی ہے کہ سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہوئے جب ان کو شہدا میں تلاش کیا گیا تو وہ زندہ حالت میں لے تو انھوں نے ابی کعب رضی اللہ عنہ سے جو ان کو تلاش کر رہے تھے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ انھوں نے کہا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے کہ ان کو تمہارے بارے میں بتاوں؟ انھوں نے کہا کہ جا کر ان کو میری طرف سے سلام کہنا اور اپنی قوم کو بتا دینا کہ اگر اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے اور ان میں سے کوئی زندہ رہ گیا تو پھر اللہ کے نزدیک ان کے پاس کوئی عذر نہیں رہ جائے گا اپنی قوم سے کہنا کہ سعد بن الربیع تم سے کہتا ہے کہ اللہ کو اور لیلۃ العقبہ میں اللہ کے رسول سے تم نے جو معاہدہ کیا ہے اگر دشمن تمہارے نبی کے پاس پہنچ گئے اور تم میں سے کوئی زندہ رہ گیا تو خدا کی قسم اللہ کے پاس تمہارے لیے کوئی عذر نہیں رہ جائے گا۔ابی کہتے ہیں کہ ابھی میں وہاں سے جدا نہیں ہوا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔پھر میں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو بتایا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

رحمہ اللہ نصح للہ ولرسولہ حیا و میتا۔

ترجمہ:۔ اللہ ان پر رحم کرے انھوں نے زندگی میں اور مرنے کے وقت بھی اللہ و اس کے رسول کے لیے خیر خواہی کی۔ **(اسد الغابہ ج 2 ص 196 تا 197 طبع دارالفکر)**